عُلمائے صقلیہ کے علمی کارنامے

جناب عبد الرشید عراقی صاحب

(۲)

چھٹی اور ساتویں صدی ہجری وہ دور ہے جب صقلیہ میں اسلامی حکومت کا خاتمہ ہو چکا تھا اور ارباب علم وفضل صقلیہ سے ہجرت کرکے دوسرے ملکوں میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ اس دور کے ۶ محدثین کرام کا تاریخ سے پتہ چلتا ہے جنہوں نے علم حدیث کی نشر واشاعت اور اس کی ترقی وترویج میں اپنی زندگیاں بسر کر دیں اور اس سلسلہ میں وہ علمی خدمات سرانجام دیں جن کا تذکرہ انشاءاللہ العزیز تا قیامت رہے گا۔

اس دور کے پہلے محدث امام ابوعبداللہ محمد بن علی بن عمر تمیمی المعروف امام مازری (م ۵۳۶ھ) تھے، علم حدیث، رجال، فقہ اور کلام میں بہت ممتاز تھے۔ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں:

> یہ ان اکابر میں تھے جن کی طرف حدیث کے حافظ اور علم کلام میں ماہر ہونے کی وجہ سے انگلیاں اٹھائی جاتی تھیں۔ وہ ارباب علم میں سے تھے اور مختلف علوم میں دستگاہ رکھتے تھے۔[1]

---

[1] وفیات الاعیان المعروف تاریخ ابن خلکان از علامہ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) جلد ۲ ص ۲۱۶۔

امام مازری ایک طرف علمی تبحر میں یکتائے روزگار تھے، دوسری طرف بڑے زندہ دل خوش مزاج اور خوش لباس تھے[1]

امام مازری کی بکثرت کتابیں مختلف علوم میں تھیں۔ ان میں علم حدیث پر ان کی دو کتابیں ہیں۔ ایک صحیح مسلم کی شرح کتاب المعلم، دوسری تعلیقات بروایت جوزقی ہے۔

کتاب المعلم بفوائد کتاب صحیح مسلم کی سب سے پہلی شرح ہے۔ اور یہ کتاب آپ کے ان حواشی اور تعلیقات کا مجموعہ ہے جو امام مازری نے اپنے تلامذہ کو صحیح مسلم کے درس میں املا کرائے تھے۔

کتاب المعلم بہت علمی معلومات کا مجموعہ ہے۔ قاضی عیاض مالکی (م ۵۴۴ھ) نے اس کے مفید علمی حواشی لکھے اور اس کا نام اکمال المعلم بفوائد مسلم رکھا۔

تعلیقات بروایات جوزقی۔ یہ علم حدیث میں ایک مختصر رسالہ ہے اور حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ جوزقی (م ۳۸۸ھ) کی تصنیف ہے۔ امام مازری نے اس پر چند مفید علمی حواشی لکھے۔

حدیث کی نشر و اشاعت اور اس کی ترقی و ترویج کے سلسلے میں صقلیہ میں جن محدثین کرام نے درسی و تدریسی اور تصنیفی و تالیفی خدمات سرانجام دیں۔ تاریخ نے ۳۷ محدثین کرام کے نام بتائے ہیں اور ان میں صرف ۸ کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ مضمون طویل ہونے کا خوف ہے۔

علم فقہ صقلیہ میں علم فقہ کی ابتداء اور اس کی نشر و اشاعت قاضی اسد بن فرات (م ۲۱۳ھ) کے ذریعہ ہوئی۔ قاضی اسد بن فرات فقہ حنفی اور مالکی کے ممتاز عالم تھے۔ اور فقہ میں آپ نے یدطولیٰ حاصل کیا تھا۔ اور آپ اپنے تبحر علمی سے فقہ حنفی اور مالکی کے امام تھے۔ عبادات میں فقہ مالکی کا اتباع کرتے تھے۔ اور معاملات کا عموماً فقہ حنفی کے مطابق فیصلہ فرماتے۔

قاضی اسد بن فرات کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ بنو سلیم بن قیس کے خاندان سے ان کا تعلق تھا۔ اور ان کا آبائی وطن نیشاپور (خراسان) تھا۔ ۱۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال قیروان میں

[1] وفیات الاعیان المعروف تاریخ ابن خلکان از علامہ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) جلد ۲ ص ۲۱۶

قیام کے بعد ان کے والد نے تیونس میں اقامت اختیار کی۔ اور تیونس میں قاضی اسد بن فرات کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ ۱۸ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور قرآنی علوم میں دسترس حاصل کی۔ اس کے بعد تیونس کے مشہور محدث علی بن زیاد سے علم حدیث اور فقہ کی تحصیل کی اور موطا امام مالک پہلی مرتبہ ان سے پڑھی۔

۱۷۲ھ میں تکمیل علم کے لیے مدینہ منورہ پہنچے اور امام مالک (م ۱۷۹ھ) کے حلقۂ درس میں شریک ہو گئے۔ امام مالک سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد عراق کا رُخ کیا۔ اور عراق میں آپ نے امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) اور امام محمد بن حسن (م ۱۸۹ھ) سے فقہ حنفی کی تعلیم حاصل کی۔ امام محمد بن حسن کی خدمت میں انہیں اختصاص حاصل تھا۔ امام صاحب دن کے علاوہ رات کو بھی ان کو پڑھاتے تھے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن کے علاوہ عراق کے دوسرے ممتاز علمائے کرام سے بھی آپ نے حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

عراق میں تحصیلِ علم کے بعد قاضی اسد بن فرات مصر آئے۔ اور مصر میں آپ نے وقت کے اساتذۂ فن سے اکتسابِ فیض حاصل کیا[1] خاص کر آپ نے عبدالرحمٰن بن قاسم جو امام مالک کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ اور اپنے علم و فضل اور زہد و ورع کی وجہ سے مصر میں بڑے احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ علم فقہ، روایت، رائے اور قیاس میں ان کی یکساں نظر تھی۔ قاضی اسد بن فرات نے ان سے استفادہ کیا۔ اور قاضی اسد بن فرات اپنے اس استاد کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔

> اگرچہ امام مالک بن انس کا انتقال ہو چکا ہے تو یہ دوسرا امام مالک ہمارے درمیان موجود ہے[2]

قاضی اسد بن فرات کا روزانہ کا یہ دستور تھا کہ وہ امام عبدالرحمٰن بن قاسم سے فقہی سوالات کرتے اور وہ جو جوابات دیتے اُن کو ترتیب سے لکھتے جاتے۔ اس طرح مع سوال و جواب ۶۰ جزوں میں مدون ہو گئے۔ اور یہی کتاب دُنیا میں فقہ کی سب سے پہلی کتاب مثنی۔ قاضی

---

[1] تاریخ صقلیہ از مولانا ریاست علی جلد ۲ ص ۲۵۰

[2] ایضاً جلد ۲ ص ۲۵۰

اسد نے اس کا نام الاسدیہ رکھا۔
اس کے بعد قاضی اسد اپنے وطن قیروان واپس آئے۔ اور ۲۰۳ھ میں قیروان کے قاضی القضاۃ بنائے گئے۔ ۲۱۲ھ میں آپ کے حکم سے صقلیہ کو دارالسلام بنایا گیا۔ ۲۱۳ھ میں قاضی اسد بن فرات نے ایک معرکہ میں جام شہادت نوش کیا۔[۱]
قاضی اسد بن فرات کے علاوہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں درج ذیل فقہائے کرام نے بھی فقہ اور دوسرے اسلامی علوم میں جو گراں قدر علمی خدمات انجام دیں وہ ہماری تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے۔ ان میں ایک امام ابو یحییٰ احمد بن محمد بن قادم (م ۳۲۷ھ) تھے، جن کے بارے میں علامہ دباغ (م ۶۹۶ھ) لکھتے ہیں کہ:

امام ابو یحییٰ مذہبِ اہلِ عراق (احناف) اور مذہب اہلِ مدینہ (مالکیہ) کے حافظ تھے۔[۲]

صقلیہ کے دوسرے فقیہ ابوالقاسم خلف بن ابی القاسم براذعی قیروانی بھی تھے، جن کے بارے میں قاضی عیاض مالکی (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

اندلس اور مغرب میں اپنے علم و فضل اور جلالت علمی میں مقبول تھے۔[۳]

انھوں نے فقہی مسائل پر دو کتابیں مطول التہذیب اور مختصر التہذیب لکھیں اور بقول قاضی عیاض مالکی یہ دونوں کتابیں اہلِ علم میں بہت مقبول ہوئیں۔
صقلیہ کے ایک فقیہ شیخ ابو حفص عمر بن عبدالنور المعروف بابن الحکار صقلی تھے جو اپنے علم و فضل، تحقیق، دقتِ نظر، طرزِ تحریر اور قوتِ تقریر میں بہت ممتاز تھے اور ارباب سیر

[۱] معالم الایمان از علامہ دباغ (م ۶۹۶ھ) جلد ۲ ص ۲ تا ۱۳، احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم از علامہ مقدسی (م ۳۷۵ھ) ص ۲۳، ترتیب المدارک از قاضی عیاض مالکی (م ۵۴۴ھ) جلد ۲ ص ۷۲

[۲] معالم الایمان از علامہ دباغ (م ۶۹۶ھ) جلد ۲ ص ۷۲

[۳] ترتیب المدارک۔ از قاضی عیاض مالکی (م ۵۴۴ھ) جلد ۱ ص ۲۷۰

نے ان کے علمی تبحر کی تعریف کی ہے۔ فقہی مسائل پر آپ کی کتابیں درج ہیں:

۱۔ شرح المدونة! یہ المدونہ کی شرح ہے اور ۳۰۰ اجزاء پر مشتمل ہے۔

۲۔ انتقاد علی التونسی فی الف مسئلہ۔

۳۔ مختصر کتاب التمامات۔[1]

پانچویں صدی ہجری میں صقلیہ میں ۱۶ فقہائے کرام کے نام تاریخ نے ضبط کیے ہیں جنہوں نے اسلامی علوم وفنون میں گراں قدر علمی خدمات سرانجام دیں۔

ان میں ایک علامہ ابو محمد عبدالحق بن محمد بن ہارون سہمی قرشی تھے جنہوں نے اپنے علم وفضل کی وجہ سے بڑی شہرت حاصل کی۔ علمائے کرام نے آپ کے بارے میں لکھا کہ آپ فقیہ، صاحب فہم، صالح، دیندار، علم وفن کے امام اور اصول وفروع کے استاد تھے۔ فقہ پر آپ نے جو علمی کتابیں تصنیف کیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ النکت والفروق لمسائل المدونة

۲۔ تہذیب الطالب

۳۔ جزء فی بسط الفاظ المدونة

۴۔ استدراک علی المختصر البرادعی[2]

شیخ ابو حفص نے ۴۶۶ھ میں سکندریہ (مصر) میں وفات پائی۔[3] اسی صدی کے ایک فقیہ امام ابوبکر وابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن یونس تمیمی (م ۴۵۱ھ) تھے، جو اپنے علم وفضل اور تبحر علمی کی وجہ سے اہل علم میں مقبول تھے۔ فرائض کے بہت بڑے عالم تھے اور علمائے کرام نے لکھا ہے کہ امام ابن یونس فقہائے مالکیہ میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ علم فقہ میں ان کی دو کتابیں مشہور ہیں،

---

[1] دیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب از قاضی برہان الدین ابراہیم بن علی المعروف ابن فرحون (م ۷۹۹ھ) ص ۸۸

[2] ترتیب المدارک از قاضی عیاض مالکی (م ۵۴۴ھ) جلد ۱ ص ۳۷۶

[3] تاریخ صقلیہ از مولانا ریاست علی ندوی جلد ۲ ص ۲۶۹

ایک کتاب شرح المدونہ اور دوسری کتاب الفرائض ہے[1]

چھٹی صدی ہجری میں ۵ ممتاز فقہائے کرام کے نام ملتے ہیں۔ ان میں ایک امام مازری (م ۵۳۶ھ) تھے۔ جو اپنے تبحر فقہ کی تحقیق و تدقیق، اجتہاد، دقت نظر اور اصول فقہ و علوم دین میں مشہور تھے اور علمائے کرام نے تصریح کی ہے کہ ان کے زمانے میں تمام روئے زمین پر مذہب مالکی میں ان سے زیادہ تفقہ رکھنے والا اور ان سے زیادہ مذہب سے آشنا کوئی دوسرا موجود نہیں تھا۔

فقہ و اصول فقہ پر ان کی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ شرح کتاب التلقین

۲۔ ایضاح المحصول من برہان الاصول

۳۔ مجموعہ فتاویٰ

۴۔ تعلیقات بر مدونہ[2]

صقلیہ میں جن فقہائے کرام نے جنم لیا اور جنہوں نے اسلامی علوم و فنون کی اشاعت اور ترقی و ترویج میں اپنی زندگیاں بسر کر دیں۔ تاریخ نے ۲۸ نام ضبط کیے ہیں، مگر میں نے طوالت کے خوف سے صرف ۶ فقہائے کرام کا ذکر کیا ہے۔

علم تاریخ علم تاریخ پر صقلیہ کے علمائے کرام کی صرف چند کتابوں کے نام تاریخ میں ملتے ہیں۔ ان میں ایک کتاب تاریخ ممالک ہے، جس کے مصنف ابن القطاع صقلی (م ۵۱۵ھ) ہیں۔ اور دوسری کتاب تاریخ صقلیہ ہے جس کے مصنف ابوعلی حسن بن یحییٰ ہیں۔[3]

سیرت پر ایک کتاب علامہ ابن ظفر صقلی (م ۵۶۵ھ) کی ہے، جس کا نام خیر البشر بخیر البشر ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحف سماوی کی پیش گوئیاں درج کی گئی ہیں۔ اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں کیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ پیرس کے کتب خانہ میں ہے اور دوسرا

---

[1] دیباج المذہب از ابن فرحون (م ۷۹۹ھ) ص ۲۷۴

[2] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ از علامہ تقی الدین السبکی (م ۷۷۱ھ) جلد ۲ ص ۲۶۴

[3] معجم الادباء، یاقوت حموی (م ۶۲۶ھ)

قلمی نسخہ مدینہ منورہ کے کتب خانہ عارف حکمت میں موجود ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) نے اپنے مقالہ "حجاز کے کتب خانے" میں اس کا تذکرہ کیا ہے[1] اور اس کا ایک نسخہ کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے۔ ۱۸۶۳ء میں کتاب مصر سے شائع ہو چکی ہے[2]۔

اس کتاب کے علاوہ ابن نصر صقلی نے سیرت و طبقات پر جو کتابیں لکھیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ اعلام النبوۃ

۲۔ ابناء نجباء الابناء[3]

---

[1] معارف اعظم گڑھ۔ علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) جلد ۲۳ ص ۱ تا ۳

[2] تاریخ صقلیہ از مولانا ریاست علی ندوی جلد ۲ ص ۳۰۴

[3] معجم البلدان از یاقوت حموی (م ۶۲۶ھ)